

پروفیسر عبدالرشید غنی مرحوم کی یاد میں

محمد شریف خان، فلاڈلفیا، امریکہ

مکرم پروفیسر عبدالرشید غنی صاحب مرحوم ہندوستان کے شہر انبالہ میں 16 ستمبر 1934 کو مکرم بابوعبدالغنی صاحب امیر جماعت کے گھر پیدا ہوئے۔ بابوصاحب نے 1909 میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ جبکہ آپ کے نانا حضرت چوہدری سر بلند خان صاحب اور نانی حاکم بی بی صاحبہ دونوں صحابی تھے۔ اور انہیں حضرت مرزا شریف احمد اور حضرت بونینب صاحبہ کی خدمت کی توفیق ملی۔

پارٹیشن کے بعد یہ گھرانہ لودھراں شفٹ ہو گیا۔ جب آپ کی عمر چھ سال تھی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ نے میٹرک لودھراں سے، F.Sc. اور 1956 B.Sc میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے کیا اور فزکس میں ڈیپارٹمنٹ کی حیثیت سے کام شروع کر دیا۔ آپ اس وقت اپنے نام کے ساتھ "انبالوی" کا لاحقہ استعمال کیا کرتے تھے اور ایف ایس سی کے دوران ہمارے فزکس میں ڈیپارٹمنٹ تھے۔ آپ کے پیار و محبت اور محنت سے سمجھانے کے سادہ انداز کے باعث آپ ہمارے چہیتے استادوں میں سے تھے۔ آپ کی محنت کے باعث ہمیں روشنی کے انعکاس اور انعطاف جیسے دقیق اصول جو میٹرک کے دوران ہمارے سر کے اوپر سے گزر جاتے تھے، کو عملی ثبوت کے ساتھ سمجھنے میں مدد ملی۔ آپ ہر طالب علم کے ساتھ مہربانی سے پیش آتے اور جب کلاس سے باہر ملاقات ہوتی تو مسکراتے ہوئے چہرے سے سلام اور حال پرسی میں پہل کرتے۔ ہم اگر مزاق کرتے تو خوب enjoy کرتے۔ اور احسن پرانے میں جواب دیتے۔

والد صاحب کی وفات کے بعد اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک رہا۔ آپ کی زیر نگرانی اور رہبری میں بہن نے بی اے، بی ایڈ کیا اسکی شادی کی جبکہ آپ کے دونوں چھوٹے بھائیوں مکرم ڈاکٹر عبدالشکور صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالرؤف صاحب نے تعلیم الاسلام کالج سے ایف ایس سی کرنے کے بعد ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی اور اب کنیڈا میں settled ہیں۔

مجھے شاگردی اور پھر ساتھ پڑھانے کے عرصے کے دوران رشید صاحب کے ساتھ بارہا جلسہ ہائے سالانہ کی ڈیوٹی کالج ہال میں ضلع سرگودھا کی جماعتوں کی مہمان نوازی سے لیکر مکانات، معلومات، گوشت وغیرہ میں دینے کا موقع ملا۔ آپ ڈیوٹی پر وقت سے دس منٹ پہلے پہنچ جاتے۔ لیٹ آنے والوں کو محبت سے مسکراتے ہوئے سرزنش کرتے۔ ہر کوئی آپ سے ہر قسم کی بات بلا جھجک کر لیتا، کسی بات کا برانہ مناتے۔

میں 1959 میں پڑھائی کے سلسلے میں لاہور چلا گیا، جب استاد کے طور پر 1963 میں تعلیم الاسلام کالج جان گیا تو پروفیسر رشید صاحب پشاور یونیورسٹی سے 1961 میں حساب میں ایم ایس سی کر کے آچکے تھے اور "انبالوی" سے "غنی" بن چکے تھے، آپ کے چہرے پر وہی پُر کیف محبت سے بھری ہوئی کھیاتی مسکراہٹ مزید نکھر آئی تھی۔ اب تو اکثر سٹاف روم اور بیالوجی روم میں ملاقات ہونے لگی، colleague ہونے کے ناتے آپ کی وسعت قلب اور معمولات زندگی سے مزید آگاہی ہوئی۔

کالج میں پڑھانے کے علاوہ رشید صاحب نے مختلف حیثیتوں وائس پرنسپل سے لیکر کنٹرولر امتحانات، رجسٹرار، نگران لائبریری وغیرہ کے کام خوش اصولی سے ادا کیئے۔ آپ حسن اخلاق کے باعث اساتذہ اور طلباء میں ہر دلعزیز تھے۔ آپ کالج ہاکی کلب کے انچارج تھے۔ یہاں مجھے لطیف یاد پڑتا ہے۔ جب ڈاکٹر عبدالسلام لندن میں اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ پیش کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور واپس آئے تو ستم طرف کالج والوں نے انہیں کالج کی فٹ بال ٹیم کا انچارج بنا دیا! میرے خیال میں میتھ، ہاکی اور فٹ بال میں کسی بھی فارمولے سے قدر مشترک ڈھونڈی نہیں جاسکتی!

علمی اور قلمی ذوق: کالج میں ریاضی جیسے دقیق مضمون کی تدریس کے علاوہ آپ کا علمی ذوق وسیع تھا، جس کی غمازی آپ کے وہ متعدد مضامین کرتے ہیں جو الفضل میں گاہے بگاہے اسلام اور سائنس کی طرح کے دقیق موضوعات پر چھپتے رہے۔ وراثت کے متعلق اسلامی قوانین پر کسی اچھی مستند کتاب کی مدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ جس زمانے میں فضل عمر فاؤنڈیشن نے علمی مقالہ جات پر انعام کا اعلان کیا مرحوم رشید صاحب نے اسلام کے وراثتی نظام پر مبسوط مقالہ لکھ کر پیش کیا، اور انعام کے مستحق ٹھہرے۔ یہ مقالہ کتابی شکل میں چھپا اور ملک کے مختلف لاء کالجز اور جماعت کے نصاب میں ایک عرصے تک شامل رہا۔ اس کے سرسری مطالع سے مصنف کی عرق ریز محنت کا پتا چلتا ہے۔ اس میں آپ نے قرآن کریم، احادیث اور جماعتی لٹریچر کے گہرے مطالع کا نچوڑ پیش کر دیا ہے۔ اس سکیم کے تحت اغلباً تعلیم الاسلام کالج کے سٹاف میں پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب پہلے تھے جنہوں نے اپنے مقالے خلا کی تسخیر پر انعام جیتا تھا۔ رشید صاحب نے بچوں کی تربیت کے سلسلے میں ایک رسالہ "نماز" شائع کیا جس میں نماز سے متعلقہ تمام معلومات یکجا کر دیں تھیں۔

جماعتی خدمات: رشید صاحب مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص کے ساتھ ہر وقت جماعت کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہتے تھے۔ اور صحیح رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ باقاعدگی سے نماز تہجد کے لیے اٹھتے اور کوشش سے نمازیں باجماعت ادا کرتے، اور بچوں کو بھی نماز کی تلقین

کرتے۔ نماز فجر کے بعد صبح میں بلند آواز سے تلاوت قرآن کریم کرتے۔ درود شریف کا ورد کرتے ہوئے اپنے والدین، بچوں اور عزیز واقارب کے لیے دعائیں کرتے۔ آپ کا یہ معمول آخر عمر تک قائم رہا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی سب دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرمائے، آمین۔

آپ کی سالہا سال پر پھیلی خدمات جو 1961 سے لیکر 2004 تک مجالس مرکزیہ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کی تاریخ میں پھیلی ہوئیں ہیں، کو دیکھتے ہوئے میں حیران ہوتا ہوں کس طرح ملازمت اور بڑی عیال داری کے ساتھ ان گونا گوں فرائض کے ساتھ ان اہم خدمات سے عہدہ برا ہوتے ہوں گے۔ آپ ان مجالس کی عاملہ میں بھی رہے۔ قائد مال انصار اللہ اور مجلس افتاء اور قاضی بورڈ کے کافی عرصہ ممبر رہے۔

جب موقع ملتا سلسلے کی ہر طرح کی خدمت کے لیے حاضر رہتے۔ رشید صاحب نے میرے خیال میں گھوڑا چھوڑ کبھی تانگے کی سواری بھی نہیں کی ہوگی۔ میں نے تو انہیں کالج میں 36 سال کے دوران سائیکل پر ہی آتے جاتے دیکھا ہے، لیکن آپ کی عقیدت دیکھئے، جن دنوں ربوہ میں گھر دوڑا کرتی تھی، آپ کی نگرانی میں قصر خلافت سے کھوڑے میدان میں لے جائے جاتے تھے!

1994 میں کالج سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ کا لیکچر رائڈ نیشنل وکیل المال اول تحریک جدیدہ ہوا، اس عہدہ پر آپ کو 2003 تک کام کرنے کے توفیق ملی۔ تحریک جدیدہ اور افضل کی خریداری کے سلسلے میں آپ نے متعدد جماعتوں کے دورے بھی کیئے۔ آپ محنت اور لگن سے کام کرنے کے عادی تھے۔ جس شعبہ میں آپ نے کام کیا وہاں کے کارکنان کے ساتھ تعاون اور خوش خلقی کی فضا قائم رکھی۔ اور جو بھی خدمت سپرد ہوئی اسے نیک نیت سے ادا کیا۔

اوصاف حمیدہ: تعلیم الاسلام کالج کے اساتذہ میں سے ویسے تو ایک سے ایک بڑھ کر تھا، مگر رشید صاحب اپنے شاگردوں کے ساتھ خاص منفرد انداز کی شفقت سے پیش آتے۔ ہوسٹل میں سالانہ فنکشن بڑی تیاریوں اور شان سے منایا جاتا تھا۔ کالج کے طلباء اپنے اساتذہ سے شکوے شکایتیں اس طرح اشاروں و کنایوں میں کرتے کہ حاضرین اور متعلقہ استاد بے ضرر قسم کے مزاق کو بہت انجائے کرتے اور محفل کشت زعفران بن جاتی۔ قدرتی طور پر رشید صاحب کی آواز کا زیروم بات کرنے کے دوران بدلتا رہتا تھا۔ اسی قسم کی ایک محفل میں آپ کے ایک ستم ظریف شاگرد نے "بوجھو توجانے" کے سلسلے میں مندرجہ ذیل شعر کے دوسرے حصے کو آواز کے بدلتے ہوئے زیروم سے پڑھا:

اس غیرت ناہیدی ہر تان ہے دیکھو ایک شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو

محفل تو کیا کشت زعفران بنا تھی، رشید صاحب نے تمہقہ لگاتے ہوئے پڑھنے والے کو آگے بڑھ کر گلے لگا لیا! آپ کو اپنے شاگردوں سے ایک طرح کی محبت ہو جاتی تھی۔ بعض اوقات گھٹی نچ جانے کے بعد ہاتھ میں رجسٹر پکڑے ہوئے ہوسٹل کی طرف جاتے لڑکوں کو کہتے فلاں کمرے میں فلاں لڑکے کو جا کر پیغام دے دو کہ اسکی میتھ کی کلاس شروع ہو گئی ہے!

میں انکے وائس پرنسپل کے کمرے میں اکثر چلا جاتا۔ مختلف موضوعات پر باتیں ہوتی رہتیں۔ شادی کو آواز دیتے، اپنے لیے چائے کا آرڈر دیتے، میں چائے نہیں پیتا تھا میرے لیے پکوڑے منگواتے۔ یہی مہمان نوازی گھر میں بھی چلتی کئی بار گھر جانے کا اتفاق ہوا ہمیشہ خندہ پشان اور مہمان نواز پایا۔ شادی اور دوسرے کارکنان سے ہلکا چھلکا مزاق چلتا رہتا، اکثر انہیں چائے پلاتے۔ میں نے کسی طالب علم، کارکن یا ہمکار کو آپ کی شکایت کرتے نہیں سنا۔ مختلف الطبع لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے، بڑا امتحان ہوتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ یکساں مزاج سے ملا جائے، مگر رشید صاحب بڑے سکون اور اطمینان سے ہر ایک کو خندہ پشانی سے ملتے۔ نہ کبھی کسی سے شکوہ، شکایت، لڑائی نہ جھگڑا، ہمیشہ صلح و اطمینان سے سلوک رکھا۔

کالج کے nationalized ہونے کے بعد حالات یکسر بدل گئے تھے، اس پیارا اور خلوص سے عاری ماحول میں رشید مرحوم جیسے مخلص چہرے احمدی طلباء کے لیے سہارا بنے رہے۔ جنہوں نے اس متعصب ماحول میں طلباء کے جائز حقوق کے لیے پرنسپل سے رابطہ قائم رکھا اور حکمت سے طلباء کی پشت پناہی کی۔ اپنے کیا غیر بھی مرحوم کے اس اخلاص کے قائل تھے۔

گھر میں ہدایت تھی کہ نوکروں سے شفقت سے سلوک کیا جائے، ان کے کھانے پینے کا خیال کرنے کا کہتے، اگر کوئی چوری کرتا، اسے شفقت کے ساتھ معاف کر دیا جاتا۔ شادی اور اولاد: آپ کی اہلیہ محترمہ امتہ السیاح صاحبہ بنت چوہدری وزیر محمد صاحب حضرت مولانا جلال الدین شمس مرحوم کی بھانجی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رشید صاحب کو دو بیٹوں اور سات بیٹیوں سے نوازا۔ سب بچے اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور ہر ایک نے اپنے والد کی خوش طبعی سے حصہ لیا ہے۔ جماعت سے منسلک اور خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ کنیڈا اور امریکہ میں settled ہیں۔

وفات: رشید صاحب مرحوم کو بلڈ پریشر اور سانس کی تکلیف رہنا شروع ہو گئی تھی، ایک بار دل کے دورے سے بیمار بھی ہوئے۔ کالج سے ریٹائر ہونے کے بعد جماعتی ڈیوٹیوں میں ہمیشہ کی طرح مستعد رہے۔ کمزوری بڑھ رہی تھی۔ آخر اللہ کا یہ خادم بندہ 29 مارچ 2004 کو 70 سال کی کامیاب زندگی گزارنے کے بعد اپنے مالک کے خدمت میں جا حاضر ہوا، اور بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک ہوئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

احباب سے مرحوم پروفیسر رشید غنی صاحب کے بلندیء درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اپنے مرحوم والد کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی والدہ محترمہ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین